بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب صفات المنافقین و احکامهم

منافقین کی صفات اور ان کے احکام

باب: ۹۹۶

۶۸۹۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ يَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهِ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ قَالَ زُهَيْرٌ وَهِيَ قِرَاءَةُ مَنْ خَفَضَ حَوْلَهُ وَقَالَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فَسَأَلَهُ فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ فَقَالَ كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوهُ شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيقِي إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالَ ثُمَّ دَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ فَلَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَقَوْلُهُ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ وَقَالَ كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے، جس میں لوگوں کو بہت تکلیف پہنچی، عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو لوگ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہیں جب تک وہ ان سے الگ نہ ہو جائیں ان کو کچھ مت دو، زہیر کہتے ہیں کہ یہ اس کی قرات ہے جس نے من حولہٖ پڑھا اور ابن اُبی نے کہا اگر ہم مدینہ کو لوٹ گئے تو عزت والے مدینہ سے ذلت والوں کو نکال دیں گے، حضرت زید بن ارقم نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی، آپ نے عبداللہ بن اُبی کو بلا کر اس سے (اسی بات کے متعلق) پوچھا اس نے بہت پکی قسم کھائی کہ اس نے ایسا نہیں کہا اور (حضرت) زید نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ بولا ہے حضرت زید نے کہا مجھے ان لوگوں کی اس بات سے بہت رنج ہوا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق میں یہ آیت نازل کی: "جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں" پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی مغفرت طلب کرنے کے لیے ان کو بلایا تو انھوں نے (تکبر سے) اپنے سر مٹکائے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد "گویا کہ وہ دیوار کے سہارے لگائے ہوئے شہتیر ہیں" حضرت زید نے کہا ظاہر میں یہ لوگ بہت اچھے تھے۔

۶۸۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ) قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کی قبر پر تشریف لائے، اس کو قبر سے نکال کر اپنے گھٹنوں پر رکھا، اس پر اپنا لعاب مبارک ڈالا اور اس کو اپنی قمیص پہنائی، پس

جَابِرًا يَقُولُ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فَأَخْرَجَهُ مِنْ قَبْرِهِ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ فَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔

۶۸۹۸۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُفْيَانَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی کے دفن کیے جانے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے۔ اس کے بعد حدیث سفیان کی مثل ہے۔

۶۸۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُصَلِّي عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً وَسَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مر گیا تو اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اور آپ سے سوال کیا کہ آپ اپنی قمیص اس کو عطا فرمائیں جس میں وہ اپنے باپ کو کفن دیں، آپ نے ان کو وہ قمیص عطا کی، پھر یہ سوال کیا کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں، سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے، حضرت عمر نے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تم ان کے لیے استغفار کرو یا استغفار نہ کرو، اگر تم نے ان کے لیے ستر مرتبہ استغفار کیا" اور میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا، حضرت عمر نے کہا وہ منافق ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھا دی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "ان (منافقین) میں سے جو شخص بھی مر جائے آپ اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھائیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں"۔

۶۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ قَالَ فَتَرَكَ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِمْ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند ذکر کی، اس میں یہ اضافہ ہے کہ پھر آپ نے منافقین پر نماز پڑھنے کو ترک کر دیا۔

۶۹۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَرَ الْمَکِّیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَیْتِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قُرَشِیَّانِ وَثَقَفِیٌّ اَوْ ثَقَفِیَّانِ وَقُرَشِیٌّ قَلِیْلٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ کَثِیْرٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتُرَوْنَ اللّٰهَ یَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ یَسْمَعُ اِنْ جَهَرْنَا وَلَا یَسْمَعُ اِنْ اَخْفَیْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ کَانَ یَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا فَهُوَ یَسْمَعُ اِذَا اَخْفَیْنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْکُمْ سَمْعُکُمْ وَلَا اَبْصَارُکُمْ وَلَا جُلُوْدُکُمْ الْاٰیَةَ -

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیت اللہ کے پاس تین آدمی جمع ہوئے، ان میں سے دو قرشی تھے اور ایک ثقفی تھا، یا دو ثقفی تھے اور ایک قرشی تھا، قرشیوں کے دلوں میں دین کی سمجھ کم تھی اور ان کے پیٹوں میں چربی زیادہ تھی، ان میں سے ایک شخص نے کہا تمہارا کیا خیال ہے اللہ ہماری بات سنتا ہے دوسرے نے کہا اگر ہم زور سے بولیں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ بولیں تو نہیں سنتا، تیسرے نے کہا جب وہ ہمارے زور سے بولنے کو سنتا ہے تو وہ ہمارے آہستہ بولنے کو بھی سنتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "اور تم اپنے گناہ اس لیے نہیں چھپاتے تھے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں گے لیکن تم یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کاموں کو نہیں جانتا اور تمہارے اپنے رب کے ساتھ تمہارے اسی گمان نے تمہیں ہلاک کر دیا اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔"

۶۹۰۲ - وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِیُّ حَدَّثَنَا یَحْیٰی (یَعْنِی ابْنَ سَعِیْدٍ) حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِیْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَقَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنِیْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنَحْوِهٖ -

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۶۹۰۳ - حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ یَزِیْدَ یُحَدِّثُ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰی اُحُدٍ فَرَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ کَانَ مَعَهٗ فَکَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهِمْ فِرْقَتَیْنِ قَالَ بَعْضُهُمْ نَقْتُلُهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا فَنَزَلَتْ فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنَافِقِیْنَ فِئَتَیْنِ -

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ کی طرف گئے، آپ کے ساتھ جانے والوں میں سے چند لوگ لوٹ آئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ان لوٹنے والوں کے متعلق دو گروہ ہو گئے، بعض نے کہا ہم ان کو قتل کر دیں گے اور بعض نے کہا نہیں، تب یہ آیت نازل ہوئی: "تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے متعلق تمہارے دو گروہ ہو گئے۔"

۶۹۰۴ - وَحَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ ح وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ نَافِعٍ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

———

۶۹۰۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا إِذَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوا عَنْهُ وَفَرِحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوا إِلَيْهِ وَحَلَفُوا وَأَحَبُّوا أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَنَزَلَتْ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کچھ منافقین ایسے تھے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی جگہ جہاد کے لیے جاتے تو وہ پیچھے رہ جاتے ———— اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے پر خوش ہوتے، اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم واپس آتے تو آپ کے پاس آکر بہانے بناتے اور قسمیں کھاتے اور یہ خواہش کرتے کہ لوگ ان کی ان کاموں پر تعریف کریں جو انھوں نے نہیں کیے تھے، تب یہ آیت نازل ہوئی: "ان لوگوں کے متعلق گمان نہ کرو جو یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی ان کاموں پر تعریف کی جائے جو انھوں نے نہیں کیے سو ان کے متعلق عذاب سے نجات کا گمان نہ کرو۔"

۶۹۰۶۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ اذْهَبْ يَا رَافِعُ لِبَوَّابِهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ مِنَّا فَرِحَ بِمَا أَتَى وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا لَكُمْ وَلِهٰذِهِ الْآيَةِ إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ تَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ هٰذِهِ الْآيَةَ وَتَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَأَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوهُ إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ فَخَرَجُوا قَدْ أَرَوْهُ أَنْ قَدْ أَخْبَرُوهُ بِمَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ وَ

حمید بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا "اے رافع! حضرت ابن عباس کے پاس جا کر کہو کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے کیے ہوئے کاموں پر خوش ہوتا ہے اور اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی ان کاموں پر تعریف کی جائے جو اس نے نہیں کیے، اگر ایسے شخص کو عذاب دیا جائے تو پھر ہم سب کو عذاب ہوگا" حضرت ابن عباس نے فرمایا تمہارا اس آیت سے کیا تعلق ہے؟ یہ آیت تو اہل کتاب کے متعلق نازل کی گئی پھر حضرت ابن عباس نے یہ آیات تلاوت کیں اور (یاد کرو) جب اللہ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ تم اس کو لوگوں سے ضرور بیان کروگے اور اس کو نہیں چھپاؤ گے تو انھوں نے معمولی معاوضہ کے بدلہ اس عہد کو اپنے پس پشت پھینک دیا، تو جس چیز کو وہ خرید رہے ہیں وہ کیسی بری ہے، ان کو ہرگز نہ سمجھنا جو اپنے کاموں پر خوش ہوتے ہیں اور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ان کی ان کاموں پر تعریف کی جائے جو انھوں نے نہیں کیے تو ایسے لوگوں کے بارے میں ہرگز یہ گمان نہ کرنا

اسْتَحْمَدُوا بِذٰلِكَ إِلَيْهِ وَفَرِحُوا بِمَا أَتَوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ إِيَّاهُ مَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ۔

۶۹۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمَّارٍ أَرَأَيْتُمْ صَنِيعَكُمْ هٰذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ فِي أَمْرِ عَلِيٍّ أَرَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ أَوْ شَيْئًا عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَلٰكِنْ حُذَيْفَةُ أَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا فِيهِمْ ثَمَانِيَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ وَأَرْبَعَةٌ لَمْ أَحْفَظْ مَا قَالَ شُعْبَةُ فِيهِمْ۔

۶۹۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ قُلْنَا لِعَمَّارٍ أَرَأَيْتَ قِتَالَكُمْ أَرَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ فَإِنَّ الرَّأْيَ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ أَوْ عَهْدًا عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

کہ وہ عذاب سے نجات پا گئے، حضرت ابن عباس نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے اس چیز کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے چھپایا، اور اس کے بجائے کسی اور چیز کی خبر دی، اور آپ پر یہ ظاہر کرتے ہوئے نکلے کہ انھوں نے آپ کو وہ چیز بتا دی ہے جس کا آپ نے ان سے سوال کیا تھا، اور اس بتانے پر آپ سے تعریف کے طالب ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سوال کی ہوئی چیز کے چھپانے پر خوش ہوئے۔

قیس نے کہا میں نے حضرت عمار سے پوچھا یہ بتائیں کہ آپ نے حضرت علی کے معرکہ میں جو کارروائی کی، (یعنی ان کا ساتھ دیا) آیا یہ آپ کا اپنا اجتہاد تھا، یا آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا عہد لیا تھا؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کوئی ایسا عہد نہیں لیا جس کا آپ نے تمام لوگوں سے عہد نہ لیا ہو، لیکن حضرت حذیفہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ میرے اصحاب کی طرف منسوب ہیں ان میں بارہ منافق ہیں، ان میں سے آٹھ جنت میں داخل نہیں ہوں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے اور ان میں سے آٹھ کو دبیلہ کافی ہو گا، راوی کہتے ہیں اور چار کے متعلق مجھے یاد نہیں رہا کہ راوی نے کیا کہا تھا۔ (دبیلہ سے مراد ایک قسم کا پھوڑا ہے۔)

قیس بن عباد بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ بتلایئے کہ آیا آپ نے اس جنگ میں اپنی رائے سے حصہ لیا تھا کیونکہ رائے کبھی غلط ہوتی ہے اور کبھی صحیح یا اس معاملہ میں آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی عہد لیا تھا؟ انھوں نے کہا ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسا عہد نہیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي أُمَّتِي قَالَ شُعْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ حَدَّثَنِي حُذَيْفَةُ وَقَالَ غُنْدَرٌ أُرَاهُ قَالَ فِي أُمَّتِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِنَ النَّارِ يَظْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتَّى يَنْجُمَ مِنْ صُدُورِهِمْ۔

لیا جو آپ نے تمام لوگوں سے نہ لیا ہو، اور یہ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (شعبہ نے کہا میرا گمان ہے کہ حضرت حذیفہ نے بیان کیا تھا کہ) میری امت میں بارہ منافق ہیں، وہ اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے نہ جنت کی خوشبو پائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل نہ ہو جائے، ان میں سے آٹھ کو دبیلہ (ایک قسم کا پھوڑا) کافی ہوگا یعنی ان کے کندھوں میں آگ کا ایک چراغ پیدا ہوگا جو ان کے سینوں کو توڑتا ہوا نکل جائے گا۔

٦٩٠٩۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جُمَيْعٍ حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ قَالَ كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ وَبَيْنَ حُذَيْفَةَ بَعْضُ مَا يَكُونُ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ كَمْ كَانَ أَصْحَابُ الْعَقَبَةِ قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ أَخْبِرْهُ إِذْ سَأَلَكَ قَالَ كُنَّا نُخْبَرُ أَنَّهُمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ فَإِنْ كُنْتَ مِنْهُمْ فَقَدْ كَانَ الْقَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَأَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَنَّ اثْنَيْ عَشَرَ مِنْهُمْ حَرْبٌ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ وَعَذَرَ ثَلَاثَةً قَالُوا مَا سَمِعْنَا مُنَادِيَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَلِمْنَا بِمَا أَرَادَ الْقَوْمُ وَقَدْ كَانَ فِي حَرَّةٍ فَمَشَى فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ قَلِيلٌ فَلَا يَسْبِقُنِي إِلَيْهِ أَحَدٌ فَوَجَدَ قَوْمًا قَدْ سَبَقُوهُ فَلَعَنَهُمْ يَوْمَئِذٍ۔

ابوالطفیل بیان کرتے ہیں کہ اہل عقبہ میں سے ایک شخص کا حضرت حذیفہ کے ساتھ جھگڑا ہو گیا جیسا کہ عام طور سے لوگوں میں ہوتا ہے، اس نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ اہل عقبہ کتنے تھے؟ لوگوں نے حضرت حذیفہ سے کہا جب یہ آپ سے پوچھ رہا ہے تو اس کو بتا دیجیے! انہوں نے کہا ہم کو یہ خبر دی گئی تھی کہ وہ چودہ ہیں، اگر تم بھی ان میں سے ہو تو پھر وہ پندرہ ہیں، انہوں نے کہا میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ ان میں سے بارہ وہ ہیں جو دنیا میں اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والے ہیں ان میں تین آدمیوں نے یہ کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی کی کوئی آواز نہیں سنی اور نہ ہم کو قوم کے ارادہ کی خبر ہے، اس وقت حضور حرہ میں جا رہے تھے، آپ نے فرمایا پانی بہت کم ہے، مجھ سے پہلے کوئی پانی پر نہ پہنچے، آپ نے دیکھا کچھ لوگ آپ سے پہلے پانی پر پہنچ گئے، آپ نے ان پر لعنت فرمائی۔

٦٩١٠۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرار کی گھاٹی پر کون چڑھے گا؟ کیونکہ اس کے گناہ اس طرح جھڑ جائیں گے جس طرح بنو اسرائیل کے گناہ جھڑ گئے

فَإِنَّهُ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ صَعِدَهَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُلُّكُمْ مَغْفُورٌ لَهُ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَأَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا لَهُ تَعَالَ يَسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَأَنْ أَجِدَ ضَالَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي صَاحِبُكُمْ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ يَنْشُدُ ضَالَّةً لَهُ۔

تھے، حضرت جابر نے کہا تو سب سے پہلے اس گھاٹی پر ہمارے یعنی بنو خزرج کے گھوڑے چڑھے، پھر لوگوں کا تانتا بندھ گیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرخ اونٹ والے کے سوا تم میں سے ہر شخص کی مغفرت ہو جائے گی، ہم اس کے پاس گئے اور اس سے کہا چلو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے استغفار کریں گے، اس بدبخت نے کہا بہ خدا اگر مجھے اپنی گم شدہ چیز مل جائے تو وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمہارا پیغمبر میرے لیے استغفار کرے، وہ شخص اس وقت اپنی گم شدہ چیز تلاش کر رہا تھا۔

٦٩١١ - وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا قُرَّةُ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَصْعَدُ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ أَوِ الْمَرَارِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَإِذَا هُوَ أَعْرَابِيٌّ جَاءَ يَنْشُدُ ضَالَّةً لَهُ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مراد یا مرار کی گھاٹی پر کون چڑھے گا، یہ روایت حضرت معاذ کی حدیث کی مثل ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ وہ ایک اعرابی تھا جو اپنی گم شدہ چیز تلاش کر رہا تھا۔

٦٩١٢ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مِنَّا رَجُلٌ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَدْ قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَكَانَ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا حَتَّى لَحِقَ بِأَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ فَرَفَعُوهُ قَالَ هَذَا قَدْ كَانَ يَكْتُبُ لِمُحَمَّدٍ فَأُعْجِبُوا بِهِ فَمَا لَبِثَ أَنْ قَصَمَ اللَّهُ عُنُقَهُ فِيهِمْ فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا فَتَرَكُوهُ مَنْبُوذًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ بنو النجار میں سے ایک شخص تھا، اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی تھی اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کتابت کرتا تھا، وہ بھاگ گیا اور اہل کتاب کے ساتھ لاحق ہو گیا، انھوں نے اس چیز کو اٹھا لیا اور کہا یہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے لیے کتابت کرتا تھا، وہ اس سے بہت خوش ہوئے تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن توڑ دی، انھوں نے گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا، صبح کے وقت زمین نے اس کو نکال کر باہر پھینک دیا، انھوں نے اس کو دوبارہ گڑھا کھود کر دفن کیا، صبح کو اسے زمین نے نکال کر پھر باہر پھینک دیا تھا، انھوں نے سہ بارہ گڑھا کھود کر اس کو دفن کیا، صبح کے وقت زمین نے اس کو پھر باہر

نکال پھینکا، پھر انھوں نے اس کو اسی طرح باہر پڑا ہوا چھوڑ دیا۔

۶۹۱۳ - حدثنی ابو کریب محمد بن العلاء حدثنا حفص (یعنی ابن غیاث) عن الاعمش عن ابی سفیان عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم من سفر فلما کان قرب المدینۃ ھاجت ریح شدیدۃ تکاد ان تدفن الراکب فزعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثت ھذہ الریح لموت منافق فلما قدم المدینۃ فاذا منافق عظیم من المنافقین قد مات۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے آئے جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو بڑے زور سے آندھی چلی کہ سوار زمین میں دھنسنے کے قریب ہو گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آندھی کسی منافق کی موت کے لیے بھیجی گئی ہے، جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو منافقوں میں سے ایک بہت بڑا منافق مر چکا تھا۔

۶۹۱۴ - حدثنی عباس بن عبد العظیم العنبری حدثنا ابو محمد النضر بن محمد بن موسی الیمامی حدثنا عکرمۃ حدثنا ایاس حدثنی ابی قال عدنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا موعوکا قال فوضعت یدی علیہ فقلت واللہ ما رایت کالیوم رجلا اشد حرا فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم باشد حرا منہ یوم القیمۃ ھذینک الرجلین الراکبین المقفیین لرجلین حینئذ من اصحابہ۔

ایاس کہتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا، کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کی عیادت کے لیے گئے جس کو بخار تھا، میں نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا، میں نے کہا بخدا! میں نے آج کی طرح کسی شخص کا بدن گرم نہیں دیکھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو اس شخص کی خبر نہ دوں جو قیامت کے دن اس سے بھی زیادہ گرم ہوگا، پھر آپ نے اپنے ہمراہیوں میں سے دو شخصوں کی طرف سے اشارہ کیا جو گھوڑوں پر سوار تھے اور منہ پھیرے کھڑے تھے۔

۶۹۱۵ - حدثنی محمد بن عبد اللہ بن نمیر حدثنا ابی ح وحدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا ابو اسامۃ قالا حدثنا عبید اللہ ح وحدثنا محمد بن المثنی (واللفظ لہ) اخبرنا عبد الوھاب (یعنی الثقفی) حدثنا عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرۃ بین الغنمین تعیر الی ھذہ مرۃ والی ھذہ مرۃ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو بکریوں کے دو ریوڑوں کے درمیان متردد رہتی ہے، کبھی اس ریوڑ میں جاتی ہے اور کبھی اس ریوڑ میں۔

۶۹۱۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ) عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ تَكِرُّ فِي هٰذِهِ مَرَّةً وَفِي هٰذِهِ مَرَّةً۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی طرح ہے البتہ اس حدیث میں یہ ہے کہ کبھی وہ اس ریوڑ میں گھس جاتی ہے اور کبھی اس ریوڑ میں ۔

عبداللہ بن اُبَیّ کی مختصر سوانح

حدیث نمبر ۶۸۹۶ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ کے اس قول کا ذکر ہے: "مدینہ پہنچ کر عزت والے ذلت والوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے "۔

عبداللہ بن اُبَیّ ابن سلول (سلول عبداللہ کی ماں کا نام ہے) قبیلہ خزرج کی شاخ بنو الحبلی کا سردار تھا، اور مدینہ کے ممتاز لوگوں میں سے تھا۔ ہجرت سے پہلے اس نے جنگ فجار میں صرف پہلے دن قیادت کی تھی۔ دوسرے دن کی جنگ میں اس نے حصہ نہیں لیا تھا۔ جنگ بعاث میں بھی اس نے شمولیت نہیں کی تھی، اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف نہ لاتے تو شاید اس کو مدینہ کا بادشاہ بنا دیا جاتا، جب مدینہ کے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے تو عبداللہ بن ابی نے بھی اسلام قبول کر لیا، لیکن اس کے اسلام میں خلوص نہیں تھا، (اس کو رئیس المنافقین کہا گیا ہے) جب ۲ھ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو قینقاع پر حملہ کیا تو عبداللہ نے آپ سے ان کی سفارش کی، کیونکہ وہ زمانہ جاہلیت میں اس کے حلیف رہے تھے، ۳ھ میں جنگ احد کے موقع پر عبداللہ نے اس تجویز کی حمایت کی کہ قلعوں میں رہ کر جنگ کی جائے، لیکن جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثریت کے مشورے کی بناء پر شہر سے باہر نکل کر دشمن سے مقابلہ کا ارادہ فرمایا تو عبداللہ بن ابی نے اس کو ناپسند کیا اور آخر میں اپنے تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر اسلامی فوج کو چھوڑ کر چلا گیا، اس سے عبداللہ بن ابی کی بزدلی اور اس کا نفاق ظاہر ہوتا ہے، اس وقت تک عبداللہ بن ابی کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف سرگرمیاں زبانی نکتہ چینی تک محدود تھیں، لیکن اس کے بعد وہ آپ کے خلاف سازشیں بھی کرنے لگا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو اپنے مکانات خالی کرنے کا حکم دیا تو اس نے ان کو نہ صرف اس حکم کی خلاف ورزی پر اکسایا بلکہ فوجی امداد کا بھی وعدہ کیا، غزوہ مریسیع میں اس نے حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کی کوشش کی اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کرنا چاہا کہ وہ آپ کو مدینہ سے نکال دیں، اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک یہ شکایت پہنچی کہ اس نے یہ کہا تھا کہ "مدینہ پہنچ کر عزت والے ذلت والوں کو نکال دیں گے"، تو اس نے جھوٹی قسمیں کھائیں اور صاف مکر گیا، اس واقعہ کے بعد غزوہ بنو مصطلق میں اس نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف تہمت لگائی، عبداللہ بن ابی غزوہ تبوک میں بھی شامل نہیں ہوا، ۹ھ میں یہ فوت ہو گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے از راہ شفقت و رحمت اور اس کے بیٹے (جو صحابی تھے) کی دلجوئی کی خاطر اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنی قمیص اس کے کفن کے لیے دی، لیکن قرآن مجید میں آئندہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرما دیا۔ [1]

[1] ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۲ ص ۷۰۔ ۶۹، مطبوعہ زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۷۲ء

حضرت زید بن ارقم کی شکایت کے متعلق دیگر روایات اور ان کی تشریح

امام بخاری نے اس حدیث کو کئی سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، ہم اس حدیث کی پوری وضاحت کے لیے ان میں سے بعض روایات کو بیان کر رہے ہیں:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا، میں نے عبد اللہ بن ابی بن سلول کو یہ کہتے ہوئے سنا" جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں جب تک وہ آپ کا ساتھ نہ چھوڑ دیں ان پر خرچ نہ کرو" اور یہ بھی کہا" اگر ہم مدینہ پہنچ گئے تو عزت والے، ذلت والوں کو مدینہ سے نکال دیں گے"، میں نے اپنے چچا سے اس کا ذکر کیا، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کر دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا انھوں نے قسم کھا کر کہا کہ انھوں نے یہ نہیں کہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو سچا اور مجھ کو جھوٹا قرار دیا، اس سے مجھے اتنا غم ہوا جتنا غم پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی:

(ترجمہ:) جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں...... یہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں ان پر خرچ نہ کرو...... اور عزت والے ذلت والوں کو مدینہ سے نکال دیں گے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا کر میرے سامنے یہ آیات پڑھیں اس کے بعد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی۔ [1]

ایک مجلس میں میرے شیخ علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ سے کسی نے سوال کیا: اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو آپ منافقوں کو سچا اور زید بن ارقم کو جھوٹا قرار نہ دیتے! حضرت نے فرمایا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ منافقوں نے قسم کھائی تھی، اس لیے ظاہری حجت کی بناء پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کے ساتھ سچوں کا معاملہ کیا اور میرے ساتھ جھوٹوں کا معاملہ کیا یہ مطلب نہیں ہے کہ واقع میں منافقوں کو سچا اور مجھے جھوٹا قرار دیا۔

امام بخاری حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے، ایک مہاجر شخص (لڑکے) نے ایک انصاری (لڑکے) کی پشت پر مار کر دھکا دیا۔ انصاری چلایا: آؤ انصار کی مدد کے لیے! مہاجر چلایا آؤ مہاجرین کی مدد کے لیے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آوازیں سن کر کہا: کیا زمانہ جاہلیت کی طرح پکار رہے ہو؟ آپ نے فرمایا اس قسم کی پکاروں کو ترک کر دو، یہ سخت بری ہیں، عبد اللہ بن ابی نے یہ سن کر کہا، (مہاجرین نے) ایسا کیا ہے؟ بخدا جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو عزت والے ذلت والوں کو مدینہ سے نکال دیں گے: نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو حضرت عمر نے کھڑے ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑو! لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں! جب مہاجرین مدینہ میں آئے تو انصار ان سے زیادہ تھے بعد میں مہاجرین زیادہ ہو گئے۔ [2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی اختلاف پر اپنے قبیلہ اور اپنے جتھے کو مدد کے لیے پکارنا اور تعصب کی آگ بھڑکانا، زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت ناپسند ہے: نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن اُبی

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲۸ - ۷۲۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] " " " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲۸، " " " "

کا نفاق صحابہ کرام کے درمیان معلوم اور مشہور تھا، اور چونکہ ظاہری طور پر منافقوں کا مسلمانوں میں شمار ہوتا تھا اس لیے آپ نے یہ فرمایا کہ "لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں" ورنہ حقیقۃً وہ اصحاب رسول میں سے نہیں تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کے رئیس کی نازیبا اور بے ہودہ باتوں پر اس لیے مواخذہ ترک کر دینا چاہیے کہ کہیں اس کے متبعین متنفر اور متوحش نہ ہو جائیں اور ان کے عذروں کو قبول کرنا چاہیے اور ان کی قسموں کی تصدیق کرنی چاہیے، خواہ قرائن ان کی قسموں کے خلاف کیوں نہ ہوں اور اس کا مقصد اس قوم کی الفت اور انس کو حاصل کرنا ہے۔

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے امیر کے متعلق اگر کوئی شخص بدگوئی کرے یا کوئی شخص کلمہ کفر کہے تو اس کا نقل کرنا ناجائز نہیں ہے اور اس بات کو مسلمانوں کے امیر تک پہنچانا چغلی نہیں ہے، ہاں اگر اس سے محض فساد ڈالنا مراد ہو تو پھر یہ چغلی ہے اور ناجائز ہے، اور اگر اس میں کوئی ایسی مصلحت ہو جو اس کے فساد پر راجح ہو تو پھر جائز ہے۔ [۱]

ابن ابی کو قمیص مبارک عطا فرمانے کے متعلق دو متعارض حدیثوں میں تطبیق

حدیث نمبر ۶۸۹۷ میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کو قبر سے نکال کر اس کو قمیص پہنائی اور حدیث نمبر ۶۸۹۹ میں حضرت ابن عمر سے روایت ہے: عبد اللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ اپنی قمیص عطا فرمائیں جس میں وہ اپنے باپ کو کفن دیں، پھر آپ نے ان کو قمیص عطا فرمائی، امام بخاری نے اس طرح دو متعارض حدیثیں ذکر کیں ہیں:

علامہ بدر الدین عینی اس تعارض کو اٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر کی روایت میں جو حضرت عبد اللہ کو اپنے باپ کے کفن کے لیے قمیص عطا فرمانے کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے قمیص عطا فرمانے کا وعدہ کر لیا تھا، اور مجازاً وعدہ پر عطیہ کا اطلاق کر دیا، اور عبد اللہ بن ابی کے گھر والوں کو یہ خیال ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم قمیص دینے کے لیے آئیں گے تو آپ کو مشقت ہوگی، اس لیے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پہنچنے سے پہلے اس کو کفن پہنا دیا، اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پہنچے تو وہ اس کو کفن پہنا کر قبر میں اتار چکے تھے، آپ نے اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے اس کو قبر سے نکالا، اس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اس میں اپنا لعاب ڈالا اور اس کو قمیص پہنائی۔

علامہ ابن جوزی نے ان روایات کی تطبیق میں یہ لکھا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے ان کو دو قمیصیں عطا فرمائی ہوں، ایک قمیص کفن کے لیے عطا فرمائی اور ایک بعد میں قبر سے نکال کر پہنائی۔ [۲]

علامہ عینی کی بیان کردہ ترجیہ زیادہ قرین قیاس ہے۔

ابن ابی کو کفن کے لیے قمیص عطا فرمانے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی وجہ سے ایک ہزار منافقوں کا اسلام قبول کرنا

---

[۱] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۶۴۶، مطبوعہ دار نشر کتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[۲] حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۵۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار تھا پھر اس کی کیا وجہ تھی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی قمیص عطا فرمائی، علماء کرام نے اس کے متعدد جوابات دیے ہیں؛

۱۔ عبداللہ بن ابی نے عمرہ حدیبیہ کے موقع پر مشرکین کی پیشکش کے باوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر عمرہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کی جزا میں آپ نے قمیص عطا فرمائی۔

۲۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی کی دلجوئی کی خاطر قمیص عطا فرمائی تھی کیونکہ وہ خالص مومن اور صحابی تھے۔

۳۔ کفن کے لیے قمیص کا نہ دینا مکارم اخلاق کے خلاف تھا اس لیے آپ نے قمیص عطا فرمائی۔

۴۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جب کسی چیز کا سوال کیا جاتا اور وہ چیز آپ کے پاس ہو تو آپ منع نہیں فرماتے تھے۔

۵۔ قرآن مجید میں ہے: واما السائل فلا تنھر (الضحیٰ: ۱۰) اور سائل کو نہ جھڑکیں، آپ نے اس آیت پر عمل کیا۔

۶۔ اکثر علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس دراز قامت تھے اور بدر کے دن ابن ابی کی قمیص کے سوا اور کسی کی قمیص ان کو پوری نہیں آئی، ابن ابی نے اپنی قمیص ان کے لیے دی تھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا بدلہ اتارنے کے لیے اپنی قمیص اس کو دی، اس وجہ کا ثبوت حسب ذیل حدیث میں ہے:

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: بدر کے دن قیدیوں کو لایا گیا اور عباس کو لایا گیا، عباس کے اوپر کوئی کپڑا نہیں تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے قمیص کو دیکھا تو صرف عبداللہ بن ابی کی قمیص ان کے ناپ کی تھی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ قمیص ان کو پہنا دی، اسی وجہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اتار کر عبداللہ بن ابی کو پہنائی تھی۔ ابن عیینہ نے کہا عبداللہ بن ابی کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر احسان تھا، آپ نے اس کے احسان کا بدلہ اتارنا پسند کیا۔ [۱]

(۷) علامہ بدرالدین عینی نے بیان کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قمیص اس سے اللہ کے عذاب کو بالکل دور نہیں کر سکتی۔ مجھے امید ہے کہ اس سبب سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو اسلام میں داخل کر دے گا۔ روایت ہے کہ خزرج کے لوگوں نے جب دیکھا کہ ابن ابی آپ کی قمیص کو طلب کر رہا ہے اور آپ سے نماز کی درخواست کر رہا ہے تو ایک ہزار آدمی اسلام میں داخل ہو گئے۔ [۲]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی ابن جریر طبری کی سند کے ساتھ اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ [۳]

ملا علی قاری لکھتے ہیں: روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ عبداللہ بن ابی نے کیا کیا کیا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قمیص اور میری نماز اس سے اللہ کے عذاب کو دور نہیں کر سکتی، بہ خدا میں یہ امید کرتا ہوں کہ اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام میں داخل ہو جائیں گے، روایت ہے کہ اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام میں داخل ہو گئے جب انھوں نے دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص سے تبرک حاصل کر رہا ہے۔ [۴]

---

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۲۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۲] حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۵۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۳] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۳۴۶، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[۴] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۴ ص ۴۰، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

واخرجہ ابو الشیخ عن قتادۃ انھم ذکروا القمیص بعد نزول الایۃ فقال علیہ الصلوۃ والسلام وما یغنی عنہ قمیصی و اللہ انی لارجوان یسلم بہ اکثر من الف من بنی الخزرج وقد حقق اللہ تعالٰی رجاء نبیہ کما فی بعض الاثار [1]

ابوالشیخ نے اپنی سند کے ساتھ قتادہ سے روایت کیا ہے کہ استغفر لہم اولا تستغفر لھم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام نے قمیص دینے کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے فرمایا اللہ میری قمیص اس سے کسی چیز کو دور نہیں کر سکتی، بہ خدا مجھے یہ امید ہے کہ بنو خزرج کے ایک ہزار سے زیادہ آدمی اسلام میں داخل ہو جائیں گے، اور جیسا کہ بعض روایات میں ہے، اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کی امید کو پورا کر دیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی ابوالشیخ کے حوالے سے اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ [2]

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

وفی الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان قمیصی لا یغنی عنہ من اللہ شیئا وانی لارجو ان یسلم بفعلی ھذا الف رجال من قومہ ووقع فی مغازی ابن اسحاق وفی بعض کتب التفسیر: فاسلم وتاب لھذہ الفعلۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الف رجل من الخزرج [3]

حدیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری قمیص اس سے اللہ کے عذاب کو بالکل دور نہیں کر سکتی اور بہ خدا مجھے یہ امید ہے کہ میرے اس فعل سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام میں داخل ہو جائیں گے، مغازی ابن اسحاق اور بعض کتب تفسیر میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس حسن خلق کی وجہ سے خزرج کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔

امام رازی [4]، علامہ خازن [5]، علامہ نسفی [6] اور شیخ سلیمان جمل [7] نے بھی اس روایت کا ذکر کیا ہے۔

ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں، کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو اس کے فرزند عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے

---

[1] علامہ شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۰ ص ۱۵۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، درمنثور ج ۳ ص ۲۶۶، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۴ھ

[3] علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۸ ص ۲۲۱، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[4] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۸۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[5] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۶۹، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

[6] علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ، مدارک التنزیل ج ۲ ص ۲۶۷، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

[7] شیخ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل متوفی ۱۲۰۴ھ، الفتوحات الالٰہیہ ج ۲ ص ۳۱۹، مطبوعہ المطبعۃ البہیۃ مصر، ۱۳۰۲ھ

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان کو اپنی (مبارک) قمیص عطا فرمائی اور یہ حکم دیا کہ اس قمیص میں اس کو کفن دیا جائے پھر آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے، حضرت عمر بن الخطاب نے آپ کا دامن پکڑ کر کہا، آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں؟ حالانکہ وہ منافق تھا! آپ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے: استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم "آپ ان کے لیے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کی مغفرت طلب کریں تو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔" آپ نے فرمایا: میں عنقریب ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا، حضرت ابن عمر نے بیان کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہم نے آپ کی اقتداء میں اس کی نماز جنازہ پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره انهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون (توبہ: ۸۴) "اور آپ ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور نہ (کبھی) ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے ہوں، بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ نافرمان ہونے کی حالت میں مر گئے۔"[1]

نیز امام بخاری حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول فوت ہوگیا تو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو میں دوڑ کر آپ کے پاس گیا میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں؟ حالانکہ اس نے فلاں دن یہ، یہ اور یہ کہا تھا (کہ مدینہ پہنچ کر عزت والے ذلت والوں کو مدینہ سے نکال دیں گے، جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں جب تک وہ آپ کو چھوڑ نہ دیں ان پر خرچ نہ کرو اور حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی۔) میں حضور کو وہ باتیں گنواتا رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرما کر کہا "اپنی رائے کو رہنے دو،" جب میں نے آپ سے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: مجھے اختیار دیا گیا ہے (کہ استغفار کروں یا نہ کروں) سو میں نے (استغفار کرنے کو) اختیار کر لیا، اور اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ اگر میں نے ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کیا تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا، حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر آپ واپس ہوئے ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ سورہ براءت کی دو آیتیں نازل ہو گئیں، ولا تصل على احد منهم مات ابدا (الی قولہ تعالیٰ) وهم فاسقون۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ مجھے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اس جرأت پر تعجب ہوتا رہا، اور اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔[2]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی فوت ہو گیا تو اس کے فرزند حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے انھیں اپنی قمیص دے کر یہ فرمایا کہ

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

[2] " " " " ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۷۴، " " "

اس میں اس کو کفن دیا جائے، پھر آپ اس کی نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے، حضرت عمر بن الخطاب نے آپ کا دامن پکڑ کر کہا: آپ اس کی نماز پڑھا رہے ہیں، حالانکہ وہ منافق تھا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے لیے استغفار کرنے سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے: استغفر لهم او لاتستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم (توبہ: ۸۰) "آپ ان کے لیے استغفار کریں یا ان کے لیے استغفار نہ کریں، اگر آپ ان کے لیے ستر بار استغفار کریں تب بھی اللہ ان کو نہیں بخشے گا" آپ نے فرمایا "میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا" پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہم نے آپ کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر آپ پر یہ آیت نازل ہوئی:

ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره انهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون ۔ [1]
(توبہ: ۸۴)

اور آپ ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور نہ (کبھی) ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے ہوں بیشک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ نافرمان ہونے کی حالت میں مر گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اُبی کے نفاق کے باوجود اس کی نماز جنازہ کیوں پڑھائی تھی؟

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یقین سے کہا کہ ابن ابی منافق ہے، ان کا یہ یقین ابن ابی کے ظاہر احوال پر مبنی تھا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس یقین پر عمل نہیں کیا کیونکہ وہ بظاہر مسلمانوں کے حکم میں تھا اور آپ نے بطور استصحاب اسی ظاہری حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، نیز آپ کو اس کے بیٹے کی عزت افزائی منظور تھی، جو نہایت مخلص اور صالح مومن تھے، اور اس کی قوم کی تالیف قلوب میں مصلحت تھی، اور ایک شر کو دور کرنا مقصود تھا اور ابتداء میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم مشرکین کی دی ہوئی اذیتوں پر صبر کرتے تھے اور ان کو معاف اور درگذر کرتے تھے، پھر آپ کو مشرکین سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا اور جو لوگ اسلام کو ظاہر کرتے تھے خواہ باطن میں اسلام کے مخالف ہوں، ان کے ساتھ آپ کے درگذر کرنے کا معاملہ بدستور جاری رہا، اور ان کو متنفر نہ کرنے اور ان کی تالیف قلوب کرنے میں مصلحت تھی، اسی لیے آپ نے فرمایا تھا "کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں" اور جب مکہ فتح ہو گیا اور مشرکین اسلام میں داخل ہو گئے اور کفار بہت کم اور پست ہو گئے، تب آپ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ منافقین کو ظاہر کر دیں اور خاص طور پر ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا، جب منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے کی صراحۃً ممانعت نہیں کی گئی تھی، اس تقریر سے ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو اشکال ہے وہ دور ہو جاتا ہے۔

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے ساتھ جو حسن سلوک کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ جس شخص کا دین کے ساتھ معمولی سا بھی تعلق ہو آپ اس پر نہایت شفقت فرماتے تھے، نیز آپ اس کے بیٹے کی دلجوئی کرنا چاہتے تھے جو نیک صحابی تھے اور اس کی قوم خزرج کی تالیف قلوب کرنا چاہتے تھے جن کا وہ رئیس تھا، اگر آپ اس کے بیٹے کی درخواست قبول نہ فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے صراحۃً منع فرمانے سے پہلے اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار فرما دیتے تو اس کے بیٹے کی دل شکنی ہوتی اور اس کی قوم کے لیے باعث عار ہوتا، اس لیے آپ نے صراحۃً ممانعت کے وارد ہونے سے پہلے انتہائی مستحسن امر کو اختیار فرمایا۔

بعض محدثین نے یہ جواب دیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھائی اس میں یہ دلیل ہے کہ اس کا ایمان صحیح تھا، لیکن یہ جواب صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ ان آیات اور احادیث کے خلاف ہے جن میں اس کے ایمان نہ ہونے کی صراحت ہے۔

امام ابن جریر طبری نے اس قصہ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قمیص اس سے اللہ کے عذاب کو دور نہیں کر سکتی لیکن مجھے امید ہے کہ اس کی وجہ سے اس کی قوم سے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے۔ [1]

علامہ بدرالدین عینی نے بھی اس حدیث کو امام ابن جریر طبری کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ [2]

علامہ احمد قسطلانی نے بھی اس حدیث کو امام ابن جریر طبری کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ [3]

شیخ انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے کہ "اس احسان کی وجہ سے اس دن ایک ہزار منافق اسلام میں داخل ہو گئے۔ [4]

علامہ عینی، علامہ ابن حجر اور دیگر علماء نے علامہ طبری کے حوالے سے جس حدیث کا ذکر کیا ہے علامہ طبری کی وہ روایت یہ ہے:

ثنا سعید عن قتادۃ قال ذکر لنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلم فی ذلک فقال وما یغنی عنہ قمیصی من اللہ او ربی وصلاتی علیہ وانی لارجو ان یسلم بہ الف من قومہ۔ [5]

از سعید از قتادہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میری قمیص اور میری اس پر نماز جنازہ اس سے اللہ کے عذاب کو دور نہیں کر سکتی اور بے شک مجھے یہ امید ہے کہ میرے اس عمل سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام لے آئیں گے۔

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۳۳۶، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ ھ

[2] حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۱۸ ص ۲۷۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

[3] امام ابن جریر طبری نے اس حدیث کو سورہ توبہ کی آیت نمبر ۸۴ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

[4] علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ ھ، ارشاد الساری ج ۷، ص ۱۴۸، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۶ ھ

[5] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ ھ، فیض الباری ج ۲ ص ۴۵۲، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۲ ھ

[6] امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری متوفی ۳۱۰ ھ، جامع البیان ج ۱۰ ص ۱۴۲، مطبوعہ مطبع کبری بولاق مصر، الطبعۃ الاولی، ۱۳۲۰ ھ

مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کی نماز جنازہ کیوں پڑھائی تھی؟

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے پر ایک اشکال یہ ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور یہ فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا، حالانکہ عبداللہ بن ابی کی وفات ۹ھ میں ہوئی ہے، اور ہجرت سے پہلے جب ابوطالب کی وفات ہوئی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک مجھے منع نہ کیا جائے میں تمہارے لیے استغفار کرتا رہوں گا، اس وقت قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم۔ (توبہ: ۱۱۳)

نبی اور ایمان والوں کی شان کے یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں، خواہ وہ ان کے قرابت دار ہوں، جب کہ ان پر یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔

تو جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مشرکین کے لیے استغفار کرنے سے منع کر دیا تھا تو پھر آپ نے ہجرت کے نو سال بعد عبداللہ بن ابی کے لیے استغفار کیوں کیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو اس استغفار سے منع کیا گیا ہے جس میں حصول مغفرت اور قبولیت دعا کی توقع کی جائے جیسا کہ ابوطالب کے لیے استغفار کے معاملہ میں تھا، اس کے برخلاف آپ نے عبداللہ بن ابی کے لیے جو استغفار کیا تھا اس سے غرض اس کی مغفرت کا حصول نہیں تھا بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ اس کے بیٹے کی دلجوئی کی جائے اور اس کی قوم کی تالیف قلوب کی جائے۔

علامہ زمخشری نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا تھا "کہ اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا" زبان و بیان کے اسلوب کے مطابق ستر بار کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ نے بہ کثرت استغفار کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہیں معاف کرے گا، تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم جو تمام مخلوق سے زیادہ فصیح ہیں آپ سے یہ معنی کیسے مخفی رہا حتیٰ کہ آپ نے اس کو عدد کی خصوصیت پر محمول کیا اور فرمایا میں اکہتر مرتبہ استغفار کروں گا، اسی طرح دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا "آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں" اس کا مطلب یہ ہے کہ استغفار سے ان کو نفع نہیں ہوگا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو اس پر محمول کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ استغفار کریں یا نہ کریں، اس کا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ معنی مخفی نہیں تھے، ان آیتوں کے قریب اور متبادر معنی یہی تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور توریہ کے بعید معنی مراد لیے تاکہ امت پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نہایت شفقت اور غایت رحمت کا اظہار ہو، جیسا کہ حضرت ابراہیم نے کہا ومن عصانی فانک غفور رحیم (ابراھیم: ۳۶) "اور جس نے میری معصیت کی تو یقیناً تو بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے" کیونکہ حضرت ابراہیم نے اس آیت میں معصیت سے مراد اللہ کی معصیت یعنی بت پرستی کو مراد نہیں لیا بلکہ اپنی معصیت مراد لی جبکہ سیاق و سباق سے یہاں اللہ تعالیٰ کی معصیت

مراد ہے اور یہ اپنی امت پر رحمت اور شفقت کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توریہ ہے۔ اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر رحمت اور شفقت کے غلبہ کی وجہ سے بعید معنی مراد لیا۔

بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے استغفار کرنے سے منع کیا ہے جس کا خاتمہ شرک پر ہوا ہو اور یہ ممانعت اس کے لیے استغفار کرنے سے ممانعت کو مستلزم نہیں ہے جو دین اسلام کا اظہار کرتے ہوئے مرا ہو۔ اور یہ بہت اچھا جواب ہے۔ [1]

ہمارے نزدیک بہترین جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس استغفار سے منع کیا ہے جس سے مقصود مغفرت کا حصول ہو اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کے لیے جو استغفار کیا تھا اس سے مراد اس کے بیٹے کی دلجوئی اور اس کی قوم کے ایک ہزار آدمیوں کا اسلام تھا۔ جیسا کہ خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قمیص اور میری نماز اس سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دور نہیں کر سکتی لیکن مجھے اُمید ہے کہ اس وجہ سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام میں داخل ہو جائیں گے اس روایت کو امام ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے۔

استغفر لھم اولا تستغفر لھم سے استغفار کا اختیار مراد لینے پر بعض علماء کا اضطراب

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

اکثر روایات صحیحہ میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ استغفر لھم اولا تستغفر لھم۔ (توبہ : ۸۰) "آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں" سے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو استغفار کرنے یا استغفار نہ کرنے کا اختیار دیا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ اکابر علماء کی ایک جماعت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر اشکال پیدا ہوا، کیونکہ قرآن مجید کی اس آیت سے آپ کو استغفار کا اختیار دینا واضح نہیں ہوتا، اس لیے بعض اکابر علماء نے اس حدیث پر جرح کی، حالانکہ یہ حدیث بکثرت طرق صحیحہ سے مروی ہے، امام بخاری، امام مسلم اور صحیحین کے مخرجین کا اس کی صحت پر اتفاق ہے، اس لیے اس حدیث کا انکار علم حدیث سے ناواقفیت پر مبنی ہے، علامہ ابن منیر نے کہا اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں لوگوں کو لغزش ہوئی حتیٰ کہ قاضی ابوبکر نے اس حدیث کا انکار کیا اور کہا اس حدیث کو قبول کرنا جائز نہیں ہے، اور امام الحرمین نے کہا یہ حدیث "صحیح" میں نہیں ہے اور "برہان" میں کہا محدثین اس حدیث کو صحیح نہیں کہتے، اور امام غزالی نے مستصفیٰ میں کہا زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، علامہ داؤدی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس انکار کی وجہ وہی ہے جو حضرت عمر نے سمجھی تھی کہ "آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لیے ستر بار بھی استغفار کریں تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا" اس آیت سے منافقین کی مغفرت کی نفی میں مبالغہ مراد ہے۔ ستر کے عدد کی خصوصیت اور اختیار دینا مراد نہیں ہے جیسا کہ اس آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے، اس لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر اشکال ہے کہ میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا، بعض متاخرین نے یہ جواب دیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کی قوم کی تالیف کے لیے یہ فرمایا تھا۔ اور آپ کا یہ ارادہ نہیں تھا کہ اگر آپ نے ستر بار سے

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۳۳۹ - ۳۳۸، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

زیادہ استغفار کیا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی، اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ "اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر بار سے زیادہ استغفار کرتا" (صحیح بخاری ج ۲ ص ۴ ۶۷) لیکن ثابت وہ روایت ہے جس کے یہ الفاظ ہیں: "میں عنقریب ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا" بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد استصحاب حال پر مبنی ہے، کیونکہ اس آیت کے نزول سے پہلے ان کے لیے استغفار کرنا جائز تھا اس لیے وہ اپنی اصل کے مطابق اب بھی جائز ہے، اور یہ اچھا جواب ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت سے نفی مغفرت کے مبالغہ کو سمجھنے کے باوجود اصل کے حکم کو باقی قرار دے کر اس پر عمل کرنے میں کوئی تنافی نہیں ہے گویا کہ آپ نے ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے پر حصول مغفرت کو جائز قرار دیا لیکن اس پر یقین نہیں کیا۔ بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا فی نفسہ عبادت ہے، سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بہ قصد عبادت ستر بار سے زیادہ استغفار کیا اور اس سے آپ کا یہ ارادہ نہیں تھا کہ عبداللہ بن ابی کی مغفرت ہو جائے، لیکن اس جواب پر یہ اشکال ہے کہ اس اعتبار سے پھر جس کی مغفرت محال ہو اس کے لیے بھی مغفرت طلب کرنا جائز ہو گا حالانکہ یہ جائز نہیں ہے۔ [1]

ہمارے نزدیک اس اشکال کا صحیح جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ منافقین کی مغفرت نہیں کرے گا اور آپ کو اس وقت تک ان کے لیے استغفار کرنے سے منع نہیں فرمایا تھا اس لیے آپ نے فرمایا: میں ان کے لیے استغفار کروں گا اور استغفار کرنے سے آپ کی غرض ان کے لیے مغفرت حاصل کرنا نہیں تھی بلکہ ابن ابی کے بیٹے اور اس کی قوم کی دلجوئی اور اس حسن خلق کی وجہ سے اس کی قوم کو مسلمان کرنا آپ کا مطلوب تھا۔

ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق امام رازی کا تسامح

امام رازی اس بحث میں لکھتے ہیں: اگر یہ اعتراض ہو کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم تھا کہ عبداللہ بن ابی کافر ہے اور کفر پر مرا ہے تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے میں کیوں رغبت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی نماز جنازہ پڑھنا اس کے اعزاز و اکرام کے مترادف ہے، اور کافر کی تکریم جائز نہیں ہے، نیز اس کی نماز جنازہ پڑھنا اس کے لیے دعا مغفرت کو مستلزم ہے اور یہ بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو خبر دے چکا ہے کہ وہ کفار کی بالکل مغفرت نہیں کرے گا۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب عبداللہ بن ابی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ آپ اس کو اپنی وہ قمیص عطا فرمائیں جو آپ کے جسم مبارک کے ساتھ لگی ہو تاکہ اس قمیص میں اس کو دفن کیا جائے تو اس سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ ظن غالب ہوا کہ وہ اس وقت میں ایمان کی طرف منتقل ہو گیا ہے کیونکہ یہ وہ وقت ہے جس میں فاسق توبہ کر لیتا ہے اور کافر ایمان لے آتا ہے سو جب آپ نے اس سے اظہار اسلام دیکھا اور اس کی ان علامات کا مشاہدہ کیا جو دخول اسلام پر دلالت کرتی ہیں تو آپ کا یہ ظن غالب ہو گیا کہ اب وہ مسلمان ہو گیا ہے تو آپ نے اپنے ظن غالب کے مطابق اس کی نماز جنازہ پڑھانے میں رغبت کی، اور جب جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر یہ خبر دی کہ وہ کفر اور نفاق پر مرا ہے تو پھر آپ اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے باز رہے۔ [2]

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۳۳۸، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ ھ

[2] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۸۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ ھ

امام رازی کی یہ تقریر صحیح نہیں ہے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث صحیحہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھی ہے اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو یہ خبر دی تھی کہ ابن ابی کفر اور نفاق پر مرا ہے ــــــ باقی رہا یہ سوال کہ ابن ابی کا نفاق مشہور تھا پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے میں کیوں رغبت کی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات مقرر ہے کہ جب منافق ایمان کا اظہار کرے تو اس میں کفر کے باوجود اس پر اسلام کے احکام جاری کیے جاتے ہیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے کیونکہ احکام شرعیہ ظاہر حال پر مبنی ہیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں اور باطن کا معاملہ اللہ کی طرف مفوض ہے اور ابن ابی کے معاملہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری قمیص اور میری نماز اس سے اللہ کے عذاب کو دور نہیں کر سکتی اور مجھے یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمیوں کو اسلام میں داخل کر دے گا، اس سے ظاہر ہو گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حصول مغفرت کے لیے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی تھی، آپ پر اعتراض تب ہوتا جب آپ حصول مغفرت کے لیے اس کی نماز جنازہ پڑھاتے۔

کیا ابن اُبی کے حق میں مغفرت کی دُعا کا قبول نہ ہونا آپ کی محبوبیت کے منافی ہے؟

اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کی مغفرت کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول نہیں فرمایا، اور یہ آپ کی شان محبوبیت کے خلاف ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ بعض دفعہ کسی لفظ سے اس کا مدلول صریح مراد ہوتا ہے اور کبھی اس لفظ سے متکلم کا خاص منشاء مراد ہوتا ہے آپ نے جو ابن ابی کے لیے مغفرت کی دعا کی تھی اس سے مراد اس کے لیے مغفرت کا حصول نہیں تھا، بلکہ اس سے آپ کا منشاء اس کی قوم کے لیے ایمان کا حصول تھا، اور جو اس دعا سے آپ کا منشاء تھا وہ اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔ اس کی نظیر قرآن مجید کی یہ آیت ہے:۔

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا احاط بھم سرادقھا ۔ (کہف : ۲۹)

اور فرما دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے، ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کی ہے جس کی چار دیواری ان کو (ہر طرف سے) گھیرے گی۔

اس آیت کا منطوق صریح یہ ہے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے، یعنی انسان کو کفر کرنے کا بھی اختیار دیا ہے اور اس کا حکم دیا ہے لیکن اس آیت کا منشاء تہدید ہے اور کفر کرنے پر آگ کے عذاب کی وعید ہے۔

امام رازی لکھتے ہیں:

یہ آیت پچھلی آیت سے اس طرح مربوط ہے کہ مالدار مشرکین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تھا کہ اگر آپ فقراء کو اپنے پاس سے بھگا دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے یہ فرمایا کہ آپ ان کی طرف التفات نہ کریں اور ان لوگوں سے یہ کہیں کہ دین حق اللہ کی طرف سے ہے، اگر تم نے اس کو قبول کر لیا تو تم کو نفع ہوگا اور اگر تم نے اس کو قبول نہیں کیا تو تم کو نقصان ہوگا اور یہ جو فرمایا ہے "جو چاہے کفر کرے" تو قرآن مجید میں بہت جگہ امر کا لفظ فعل کی طلب کے لیے نہیں آیا، حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا: یہاں امر کا لفظ تہدید اور وعید کے

لیے ہے تخییر کے لیے نہیں ہے۔ [لہ]

علامہ شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں:

یعنی اس آیت میں امر اور تخییر اپنی حقیقت پر محمول نہیں ہے بلکہ یہاں مجازاً یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان مالدار کافروں کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور کفر کا حکم دینا مراد نہیں ہے، بلکہ یہ ان کو رسوا کرنے سے کنایہ ہے۔ [عہ]

علامہ آلوسی نے بھی علامہ خفاجی کے حوالے سے یہی لکھا ہے۔ [سہ]

اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثلہ (بقرۃ: ۲۳)

اگر تم کو اس کلام کے متعلق شک ہو جس کو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس کلام کی مثل کوئی سورت لے آؤ۔

اس آیت کا منطوق صریح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شک کرنے والوں کو یہ حکم دیا کہ وہ قرآن مجید کی مثل ایک سورت بنا کر لائیں لیکن اس کا منشاء یہ ہے کہ وہ اس کی مثل سورت نہیں بنا سکتے اور اس سے مکمل عاجز ہیں۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

علامہ خفاجی نے یہ کہا ہے کہ اس آیت سے مراد عرب کے بلغاء کو چیلنج دینا ہے اور ان کو قرآن مجید کی مثل سورت لانے سے عاجز کرنا ہے۔ [کہ]

ہم نے دو مثالیں ذکر کی ہیں ورنہ قرآن مجید میں بہ کثرت ایسی مثالیں ہیں جہاں کسی لفظ سے اس کا منطوق اور مدلول صریح مراد نہیں ہوتا بلکہ اس سے کوئی خاص منشاء مراد ہوتا ہے، اسی طرح جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بظاہر ابن ابی کی مغفرت کے لیے دعا کی تو اس دعا سے اس کا منطوق اور مدلول صریح مراد نہیں تھا بلکہ اس لفظ سے آپ کا خاص منشاء مراد تھا اور وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حسن اخلاق کی وجہ سے اس کی قوم کے ایک ہزار لوگوں کو مسلمان کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی اور وہ مسلمان ہو گئے، وللہ الحمد علی ذالک۔